سیرت کی کتاب "دلائل النبوۃ" کا تعارف، علمی جائزہ اور امام بیہقی کا منہج و اسلوب

Introduction, Scholarly Review of "Dalail-al-Nubuwa" (The Book of Seerat) and Imam Bayhaqi's Methodology and Style

Lubna Shah
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic studies
Abdul Walli Khan University Mardan, KPK
Email: shahazizece@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-7073-0920

Abstract

The word Seerat is generally used to refer to the life of the Holy Prophet (PBUH), although scholars have suggested several other meanings. Seerat al-Nabi ﷺ is an important tool for the believers to reach the path of guidance and follow it. There is also an important and famous book on this subject, Dalail-al-Nubuwa which is the authorship of Imam Beyhaqi, who holds a high position among the Muhadditheen jurists and biographers. This book is in Arabic language and consists of seven (7) volumes, in which the author has described in great detail all the events, conquests and miracles from the signs before the birth of the Prophet (PBUH) to the death, and all the aspects of Hayat Tayyaba. This book seems to reflect the author's interpretive, rhetorical, hadith, jurisprudential and historical style.

In the research under review, the review and introduction of the said book has been presented and an attempt has been made to clarify the author's style.

Keywords: Prophet (PBUH) Biography, Miracles, Imam Beyhaqi, Dalail-al-Nubuwa

تعارف

اللہ تعالی نے اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کرام بھیجے، سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مقرر فرما دیا اور اُن کو بے شمار معجزات عطا فرما دئے۔ اور آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دے کر فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[1]

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کو بہترین نمونہ قرار دے کر اہل اسلام کو آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے ایک ایک گوشے کو محفوظ کیا جائے لہذا سیرت طیبہ پر پہلی صدی ہجری سے اب تک سینکڑوں کتابیں مختلف زبانوں میں تحریر ہو چکی ہیں۔ جن میں سیرت نگاروں مختلف انداز اور مختلف پہلوؤں سے سیرت نبوی کو موضوع بحث بنا کر نبی

کریم ﷺ کی زندگی کے لمحہ لمحہ کو الفاظ کا جامہ پہنا کر محفوظ کیا اور دوسروں تک پہنچایا۔ کچھ سیرت نگاروں نے شمائل نبویہ، کسی نے مغازی رسول ﷺ، کسی نے معجزات النبی یعنی دلائل النبوۃ پر کام کیا۔ سیرت نگاروں نے دلائل النبوۃ پر سب سے زیادہ کام کیا۔ یہ کام دلائل النبوۃ، آیۃ النبوۃ، اعلام النبوۃ، اور امارات النبوۃ کے ناموں سے موسوم ہیں۔ مگر یہ سب مترادف الفاظ ہیں معنی سب کے ایک ہی ہیں یعنی دلائل النبوۃ۔

سیرت پر لکھی گئی ان کتابوں میں سے ایک کتاب ”دلائل النبوۃ للبیہقی بھی ہے۔ زیر نظر مضمون میں اس کتاب کا تفصیلی تعارف اور علمی جائزہ اور کتاب میں مصنف کے منہج واسلوب کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سیرت کا لغوی مفہوم:

لفظ ’سیرت‘ کا استعمال اردو زبان میں عام طور پر انسان کے چال چلن اور عادات واطوار کے معنی میں ہوتا ہے۔ لیکن ماہرین لغت نے اس کے اور کئی معنی بیان کیے ہیں جیسا کہ، قاموس الوحید میں ہے، ”**السِّيرَةُ**“: کا معنی ہے سوانح عمری، طریقہ، چال چلن، طور طریق، برتاؤ، عادت وخصلت، طرز زندگی۔“[2]۔ کشف الباری اور عمدۃ القاری کے مطابق ”سیر“۔ بکسر السین المھملۃ وفتح الیاء، سیرۃ کی جمع ہے، اس کے معنی طریقہ کے آتے ہیں اور باب اس کا ”ضَرَبَ“ ہے اور مادہ ”سار“ ہے۔[3] اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ کے مطابق سیرت کا لفظ طریقہ، راستہ، روش اور شکل وصورت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب کے مؤلف نے سیرت کے معنی اچھے چال چلن کے بتائے ہیں۔ ”تاج العروس“ کے مطابق سیرت کے معنی طریقہ اور برتاؤ کے ہیں ۔ سیرت کا لفظ عادت، خصلت، طریقہ، خاصیت، نیکی، اخلاق، طرز زندگی اور سوانح عمری کے لئے بھی مستعمل ہے۔[4] قرآن مجید میں لفظ ’سیرت‘ ہیئت وحالت ”قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى“[5] اور ’گھوم پھر کر غور وفکر کرنے‘ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ-[6] دراصل سیرت کا اصل مادہ س، ی، ر (سار یسیر سیراً ومسیراً) جس کے معنٰی چال چلن کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے اچھے چال چلن کو حسن سیرت کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کا لفظ عادات واخلاق، چال چلن، روش، طریقہ، برتاؤ، شکل وصورت، ہیئت، کردار اور طرز زندگی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

انگلش میں اس کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ یہ ہیں:

According to Oxford living dictionaries word " سیرت" mean: Character, conduct, disposition, way of living, biography, life history

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

لفظ سیرت اکثر واحد کے طور پر اور بعض اوقات اپنی جمع سیر کے ساتھ اہم اور مشہور شخصیات کی سوانح عمری اور مشہور تاریخی واقعات کے بیان کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔ مثلاً کتابوں کے نام سیرت عائشہ یا سیرت ابن ہشام وغیرہ۔

فقہ کی کتابوں میں لفظ "السیر" جنگ اور قتال سے متعلق احکام کے لیے مستعمل ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ نے مختلف غزوات اور معرکوں میں جو حکمت عملی اور طریقہ اختیار کیا وہ سیر کہلاتا ہے۔"[7]

چونکہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے بیان میں غزوات کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے ابتدائی دور میں کتب سیرت کو عموماً مغازی وسیر کی کتابیں کہا جاتا تھا جب کہ لفظ مغازی مغزی کی جمع ہے جس کے معنی جنگ (غزوہ) کی جگہ یا وقت کے ہیں لیکن اب سیرت کی ترکیب ہی مستعمل ہے۔

اصطلاح میں سیرت کے یہ تمام معانی اور مفاہیم صرف حضرت محمد مصطفی ﷺ کے لیے مخصوص اور محدود ہیں۔ لفظ سیرت اب بطور اصطلاح صرف آنحضرت کی مبارک زندگی کے جملہ حالات کے بیان کے لیے مستعمل ہے جبکہ کسی اور منتخب شخصیت کے حالات کے لیے لفظ سیرت کا استعمال تقریباً متروک ہو چکا ہے۔ اب اگر مطالعہ سیرت یا کتب سیرت جیسے الفاظ کے ساتھ رسول، نبی، پیغمبر یا مصطفی کے الفاظ نہ بھی استعمال کیے جائیں تو ہر قاری سمجھ جاتا ہے کہ اس سے مراد آنحضرت کی سیرت ہی ہے۔

According to Oxford living dictionaries word "سیرت" mean:
a: The life of Prophet Muhammad ﷺ.
b: Prophet Muhammad's ﷺbiography and his way of living.

بعض اوقات لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی اصطلاحی معنی مراد لیے جاتے ہیں جیسے سیرت ابن ہشام، اس سے مراد ابن ہشام کے حالات زندگی نہیں بلکہ آنحضرت کے حالات ہیں جو کتاب کے مصنف ابن ہشام نے جمع کیے ہیں۔ بعض دفعہ ادب واحترام کے اظہار کے لیے اس لفظ کے ساتھ کسی صفت کا اظہار کر دیتے ہیں جیسے سیرت طیبہ، سیرت مطہرہ اور سیرت پاک وغیرہ۔

لفظ سیرت کے مفہوم کے بارے میں علماء کرام کے اقوال:

ا۔ پروفیسر عثمان خالد یورش کے مطابق رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق وعادات بیان کرنے کا نام سیرت ہے۔[8]

۲۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے لکھا ہے کہ " اصل سیرت تو سارا ذخیرۂ احادیث ہے، لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات و سرایا کے حالات و واقعات کے مجموعے کو سیرت کہتے ہیں۔" حدیث آٹھ علوم کے مجموعے کا نام ہے اور سیرت اس کا ایک جزء ہے۔ شاہ عبد العزیزؒ کے مطابق " جو احادیث ہمارے پیغمبر کے وجود آپ کی آل اور حضرات صحابہؓ سے متعلق ہو، جس میں آنحضرتؐ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں وہ سیر کے نام سے مشہور ہے[9] اس تعریف میں سیرت کے لفظ کو نبیؐ سے بڑھا کر صحابہ تک وسیع گیا ہے۔

۳۔ علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں۔ " پہلی بحث یہ ہے کہ سیرت کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے۔ محدثین اور اربابِ رجال کی اصطلاحِ قدیم یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے خاص غزوات کو مغازی اور سیرت کہتے تھے، چنانچہ ابن اسحاق کی کتاب کو مغازی بھی کہتے ہیں، اور سیرت بھی۔

۴۔ شاہ عبد العزیز کے بیان سے ایک طرف یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیرت کا اطلاق حضورؐ کے علاوہ صحابہؓ اور دیگر بزرگان دین کی زندگیوں پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسے 'سیرت صحابہؓ' اور 'سیرت سید احمد شہیدؒ' وغیرہ۔ لیکن دوسری طرف ڈاکٹر سید عبد اللہ کا بیان ہے کہ "تمام اشخاص کی بایوگرافی (Biography) کو سیرت کہنا زیادتی ہے، کیوں کہ سیرت کے لفظ کو اصولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات سے ہی مخصوص سمجھنا چاہیے۔"[10]

۵۔ ڈاکٹر سفیر اختر نے لکھا ہے "اردو میں بھی یہ لفظ عربی زبان کے اہل قلم کے تتبع میں کسی کے احوال و آثار کے بیان کے لیے اس کے نام کی اضافت کے ساتھ مستعمل ہے " مثلاً سیرتِ خلفائے راشدینؓ (محمد عبد الشکور لکھنوی) 'سیرت عائشہؓ' (سید سلیمان ندوی) 'سیرت ابوذر غفاریؓ' (محمد رضی کاظمی فتح پوری) 'سیرت سجاد' (سید قایم رضا نسیم امروہوی) 'سیرت عمر بن عبد العزیزؒ' (مولانا عبد السلام ندوی) 'سیرۃ النعمانؒ' (علامہ شبلی نعمانی) 'سیرت سید احمد شہیدؒ' (مولانا سید ابوالحسن ندوی) اور سیرت محمد علیؒ (رئیس احمد جعفری) ہیں۔ تاہم آج کسی مضاف الیہ کے بغیر لفظ 'سیرت' بولا جاتا ہے تو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی مراد ہوتی ہے۔"[11]

سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی مشہور کتب:

سیرت ابن اسحاق:

سیرت ابن اسحاق کے نام سے معروف اس مشہور کتاب کا اصل نام سیرۃ رسول اللہ ہے جو محمد ابن اسحاق، تابعی کی تصنیف ہے اور آٹھویں صدی عیسوی (دوسری صدی ہجری) میں تصنیف کی گئی۔ اسے اولین سیرت و تاریخ کی کتاب مانا جاتا ہے۔

سیرت ابن ھشام:

سیرت ابن ہشام جس کا اصلی نام السیرۃ النبویۃ ہے اور کتاب کے مولف ابو محمد عبد الملک بن ھشام بن ایوب حمیری ہیں جو ابن ہشام کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب آٹھویں صدی عیسوی (دوسری صدی ہجری) میں تصنیف کی گئی اور اسے اولین سیرت و تاریخ کی کتاب مانا جاتا ہے۔

المُواہب اللدُنیة بالمِنح المحمّدیة:

یہ سیرت نبوی کے موضوع پر امام قسطلانی (851ھ-923ھ / 1448ء-1517ء) کی مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ کتاب دو ضخیم جلدوں میں قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔

طبقات ابن سعد:

طبقات ابن سعد المعروف الطبقات الکبیر محمد ابن سعد کی تصنیف ہے جو صحابہ کرام اور تابعین کے حالات پر ہے اور ضخیم ہونے کی وجہ سے اس کے نام کے ساتھ الکبیر کی صفت لگائی گئی ہے۔ ابن سعد کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی ہے جو کاتب واقدی کے نام سے مشہور ہیں۔

ان کتب کے علاوہ دور جدید میں اس موضوع پر لکھی گئی مشہور کتب درج ذیل ہیں:

سیرۃ النبی ﷺ: علامہ شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ، ضیاء النبی: محمد کرم شاہ الازہری ؒ، سیرۃ الرسول ﷺ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری، سیرت سرور عالم: مولانا مودودی ؒ، در یتیم ﷺ: ماہر القادریؒ، اصح السیر: حکیم ابو البرکات عبد الرؤف داناپوری ؒ، النبی الخاتم ﷺ: مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، محمد عربی ﷺ: مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی، الرحیق المختوم: مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری ؒ، محاضرات سیرت ﷺ: ڈاکٹر محمود احمد غازی ؒ، محسن انسانیت ﷺ: مولانا نعیم صدیقی ؒ، دروس سیرت: ڈاکٹر محمد سعید البوطی ؒ، عہد نبوی کا تمدن: ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی۔

امام بیہقی کا تعارف:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی، امام، حافظ الحدیث، علامہ اور خراسان کے شیخ تھے۔ جلیل القدر فقیہ تھے، ذہین و فطین تھے اصولی تھے، دنیا سے بے رغبت تھے، اطاعت شعار تھے، متقی اور پرہیز گار تھے، مذہب کے اصول و فروع کی تائید و نصرت پر کمربستہ تھے۔ شعبان 384ھ (بمطابق ستمبر 994ء) کو پیدا ہوئے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ امام، حافظ الحدیث، علامہ تھے۔ آپ کی کنیت ابو بکر، نام احمد بن حسین، نسبت بیہقی نیشاپوری تھی۔ مقام "جرد" (نیشاپور میں) علاقہ بیہق کی بستی میں پیدا ہوئے تھے۔ یہیں پر آپ نے پرورش پائی۔[12]

جب کہ ابھی آپ کی عمر صرف پندرہ سال تھی آپ نے اپنے شیوخ سے تعلیم حاصل کرلی تھی۔اور محدثین کی جو عادت تھی علم کی تلاش میں سفر کرنا،اس کے مطابق امام بیہقی بھی مختلف شہروں میں گئے۔عراق اور حجاز کا سفر کیا۔نوقان مین حدیث کی سماعت کی اوراسزائن، طوس، مہرجان، اسدآباد، ہمدان، ارمغان، اصفہان، رائے، طبران، نیشاپور، رودبار، بغداد، خراسان، کوفہ، مکہ الغرض تمام آفاق واطراف میں گھومے۔[13]

امام بیہقی کے اساتذہ کرام:

آپؒ کے اساتذہ کرام میں انتہائی شہرت کے حامل یہ حضرات ہیں:

ابوالحسن محمد بن حسین العلوی۔امام ابوعبداللہ الحاکم، ابو عبدالرحمٰن سلمی، عبداللہ بن یوسف اصفہانی، ابو اسحاق طوسی، عبدالرحمٰن بن احد بن بالویہ نیشاپوری، ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان خرکوشی نیشاپوری، عبداللہ بن یوسفابو محمد جوینی، امام الشریف ابوالفتح ناصر بن حسین العمری، ابوعمر محمد عبداللہ بن احمد بسطامی۔[14]

امام بیہقی کے تلامذہ:

کسی بھی عالم کے علمی مقام کا جہاں ان کی کتب سے اندازہ ہوتا ہے وہاں اس سے بھی بڑھ کر اس کا تعارف اسکے وہ ارشد تلامذہ ہوتے ہیں جنہیں وہ انتہائی محنت اور جاں فشانی سے تیار کرتا ہے، بالکل ایسے ہی امام بیہقی اگر اپنی گراں قدر تصانیف عالم وجود میں نہ بھی چھوڑ کر جاتے تو ان کو زندہ رکھنے کے لیے ان کے تلامذہ ہی کافی تھے۔ جنہوں نے آپ کی کتب کو آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کیا اور ہمیشہ آپ کی ملازمت اختیار کی ہے۔

علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۱۳۳۔۱۱۳۴ پر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی سے خلق کثیر نے روایت کی۔انہوں نے اپنی کتب کثیر شاگردوں کے سامنے خود پڑھ کر ان کو پڑھادیں اور ان لوگوں نے ان احادیث کو شہروں میں پھیلادیا۔ آپ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ وہ لوگ مشہور ہوئے جنہوں نے آپ سے علم کو نقل کیا اور جو کثرت کے ساتھ جڑے رہے۔اور جن لوگوں کا بیہقی کے ساتھ مضبوط تعلق تھا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ابوعبداللہ الفراوی محمد بن الفضل۔

ابوعبداللہ محمد عبدالجبار بن محمد بن احمد البیھقي الخواری (متوفی 533ھ)

ابوالمعالی محمد بن اسماعیل بن محمد بن حسین فارس نیشاپوری (متوفی 539ھ)

زاہر بن ظاہر بن محمد ابوالقاسم مستملی شحامی المعدل۔

قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی بن فطمہ بیہقی خسروگرد۔

ابونصر علی بن مسعود بن محمد الشجاعی۔

ابو عبداللہ بن ابو مسعود الصاعدی۔

فرزندِ حضرت امام اسماعیل بن احمد البیہقی۔

اور آپکے نواسے حفید البیہقی ابو الحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد (متوفی 532ھ)

حافظ ابو ذکریا یحیٰ بن عبد الوھاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ عبدی اصفہانی (متوفی 511ھ) شامل ہیں۔[15]

امام بیہقی کی تصانیف:

1-السنن الکبری: جس کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں، اس جیسی کتاب کسی کی نہیں ہے۔

2-سنن الصغری :صاحب کشف الظنون نے کہا ہے کہ دونوں سنن (دونوں کتابیں) ابو بکر بن احمد بن حسین بن علی بیہقی، مختصر المزنی کی ترتیب پر ہیں۔ اور مذکورہ دونوں کتب اور مختصر المزنی کی مثل اسلام میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

3- دلائل النبوة و معرفت احوال صاحب الشرعيه: یہ امام بیہقیؒ کی تصانیف کا موتی ہے اور اس موضوع پر نفیس ترین اور جامع ترین کتاب ہے۔

4- احکام القرآن: اس کو انہوں نے کلام شافعی سے جمع کیا ہے۔

5- كتاب الاعتقاد.

6- كتاب «القراءةخلف الإمام» .

7- مناقب الشافعي.

8- كتاب الزهدالكبير.

9- المدخل إلى السنن.

10- البعث والنشور.

11- كتاب «القدر» .

12- كتاب «الآداب» .

13- كتاب «الترغيب والترهيب» .

14- كتاب «فضائل الصحابة» .

15- كتاب «الأربعين الكبرى» .

16- كتاب «مناقب الإمام أحمد» .

1 7- حياةالأنبياءفي قبورهم.[16]

امام بیہقی کے بارے میں جلیل القدر علماء کے ارشادات و تاثرات:

"علامہ ابن جوزیؒ کا فرمان ہے: امام بیہقیؒ حفظ حدیث میں علم کی پختگی اور اتقان میں اپنے دور کے منفرد انسان تھے۔ اور اسی طرح حسن تصنیف میں، علم حدیث جمع کرنے میں، علم فقہ میں۔ علم اصول حدیث میں منفرد تھے (اپنے ہم عصروں میں) وہ حاکم ابو عبد اللہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔ ان سے انہوں نے احادیث کی تخریج بھی کی۔ اور انہوں نے علم حدیث کے لئے سفر کئے اور کثیر احادیث جمع کیں۔ ان کی کثرت کے ساتھ خوبصورت تصانیف ہیں۔

علامہ ذہبیؒ کا فرمان ہے: اگر امام بیہقی چاہتے تو اپنی ذات سے وہ خود ایک مذہب کی بنیاد ڈال سکتے تھے۔ جس کے اندر وہ خود اجتہاد کرتے، ان کو اس بات پر پوری قدرت اور مہارت حاصل تھی کیونکہ ان کو تمام علوم پر وسعت اور تمام اختلاف کی معرفت معلوم تھی۔

علامہ سبکیؒ کا فرمان ہے: امام بیہقی مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام تھے۔ اور اہل ایمان کے ہادیوں میں ایک ہادی تھے۔ اور "حبل اللہ المتین" (اللہ کی مضبوط رسی تھے یعنی قرآن کے داعی تھے)، فقیہ تھے، جلیل القدر تھے، حافظ الحدیث تھے، بڑے آدمی تھے، علم اصول کے ماہر تھے، پرہیز گار تھے، متقی، اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے تھے، مذہب اور مسلک کے اصول اور فروع کی تائید و نسرت کے ساتھ کمربستہ تھے، علم کے پہاڑ تھے۔[17]

امام ابن تیمیہؒ کا فرمان ہے: امام بیہقیؒ اصحاب شافعی میں سے علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اور مام شافعی کے مسلک کے بڑے مدد گار تھے"۔[18]

علامہ سمعانی کا فرمان ہے: بیہقیؒ امام تھے۔ انہوں نے معرفت حدیث اور فقہ حدیث کو ایک ساتھ اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔[19]

امام بیہقیؒ کی وفات:

ابن خلکان کا قول ہے کہ بیہقی نشر علم کے لئے نیشاپور بلائے گئے تھے۔ انہوں نے یہ فرمائش مان لی تھی اور وہیں چلے گئے تھے۔ یاقوت حموی نے کہا کہ آپ کتاب المعرفۃ کی سماع کے لئے نیشاپور بلائے گئے تھے لہذا 441ھ میں وہاں چلے گئے، اس کے بعد اس کے اطراف میں واپس آگئے تھے اور وہیں مقیم ہوگئے تھے۔ 10 جمادیالاولیٰ 458ھ بمطابق 9 اپریل 1066ء میں انتقال کر گئے۔ آپ نے چوہتّر برس کی زندگی پائی۔ اور امام ذہبیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ بیہق سے نیشاپور چلے گئے تھے اور آپ نے اپنی کتب حدیث وہاں بیان کیں۔ پھر ان کا اجل آن پہنچا لہذا 10 جمادی الاول 458 آپ اپنے تابوت میں واپس لائے گئے اور بیہق میں دفن کئے گئے۔[20]

کتاب "دلائل النبوۃ للبیہقی" کا تعارف:

کتاب دلائل النبوۃ سیرت النبی ﷺ پر ایک بہترین کتاب ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "دلائل النبوۃ فی معرفۃ احوالِ صاحب الشریعۃ" ہے۔ یہ امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی کی تصنیف ہے۔ کتاب کے ناشر دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث ہے۔ پہلی مرتبہ۔1408ھ۔1988م میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب سات (7) جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام بیہقی نے اس عظیم الشان تصنیف میں معجزات النبی، دلائل النبوۃ، رسول اکرم کی طہارت میلاد، اسماء وصفات اور حیات و ممات کے سارے پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے اس کتاب میں سیرت نبوی کو بڑے احسن اور منفرد انداز میں جمع فرمادیا۔ آپ کی یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے خصائص و کمالات اور فضائل و مکارم اور دلائل نبوت و معجزات سے متعلق ہے۔ امام صاحب نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے خصائص اوصاف قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیے ہیں اور تائید میں احادیث بھی پیش کی ہیں اس کے بعد قدیم کتابوں اور انبیائے کرام ؑ کے صحیفوں میں جو پیش گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کی گئی ہیں ان کو جمع کیا ہے اسکے بعد آپ ﷺ کی ولادت سے وفات تک کے واقعات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں لکھی گئی سیرت کی کتابوں پر اس کا گہرا اثر پایا جاتا ہے۔

دلائل النبوۃ سے مراد:

دلائل النبوۃ سے مراد وہ دلائل ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت پر حجت اور دلیل ہوں۔ دلائل النبوۃ اصل میں کتب حدیث اور سیرت کا صرف ایک جزء ہے۔

جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں "کتاب المناقب" میں ایک باب "علامات النبوۃ فی الاسلام"[21] اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "سنن ترمذی" میں "کتاب المناقب" میں " باب فی آیاتِ اثباتِ النبوة النبیﷺ ما قد خصه الله عزه و جل به"[22] مختص کیا ہے۔

امام بیہقی کتب کثیرہ کے مصنف ہیں لیکن آپ کی کتب میں "سنن کبریٰ" اور "دلائل النبوۃ" زیادہ شہرہ آفاق کتب ہیں۔ خاص طور پر دلائل النبوۃ میں سیرۃ النبی ﷺ اور معجزات النبی ﷺ کے حوالے سے مفید، مستند اور جامع معلومات موجود ہیں.

کتاب دلائل النبوۃ کا اجمالی خاکہ:

- دلائل النبوۃ جلد اول میں مقدمۃ المصنف اور مقدمۃ الکتاب کے بعد وہ تمام ابواب تحریر ہیں جن کا تعلق ولادت النبی ﷺ سے ہیں مثلاً ولادت کا دن، ولادت کا مہینہ اور ولادت کا سال، ولادت کے وقت کی نشانیاں، اسماء رسول ﷺ، صفات، اخلاق وعادات رسول کریم ﷺ وغیرہ کا ذکر ہے۔ جلد اول کا اختتام باب ("باب ماوجد من

سورة نبيّنا محمد ﷺ مقرونة بصورة الانبياء قبله بالشام") ملک شام میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شبیہ اور تصویر حضور ﷺ سے پہلے والے انبیاء کی شبیہوں اور تصاویر کے ساتھ پایا جانا، پر ہوتا ہے۔

- جلد دوم میں رسول اللہ ﷺ پر بعد از ولادت، قبل از بعثت جو نشانیاں ظاہر ہوئیں اُن کا ذکر ہے اور آپ ﷺ پر جو جو حالات نبی بن کر مبعوث ہونے تک جاری ہوئے وہ سب واقعات ذکر ہیں اس میں پہلا واقعہ شقِ صدر کا ہے اور اس کے بعد جو واقعات وقوع پذیر ہوئے ان سب کا ذکر ہے اور آخر میں تحویل کعبہ اور جہاد و قتال کی اجازت ملنے تک واقعات درج ہیں۔
- جلد سوم میں امام صاحب نے تمام غزوات اور سرایا (وہ جنگیں جن میں آپ ﷺ بذات خود شریک ہوئے اور وہ جن میں دستہ روانہ کیا) کی تفصیل بیان کی ہے اس کی ابتداء اس سریہ یا فوجی مہم سے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ، عبید بن حارث اور سعد بن ابی وقاصؓ بھیجے گئے تھے۔ اور غزوات میں سب سے پہلے غزوہ بدر کبریٰ کے واقعات تحریر کئے ہیں اور اس میں کئی باب ہیں۔ اس کے بعد تمام غزوات اور سرایا بالترتیت تحریر کئے گئے ہیں اور آخر میں ابن نبیح ہذلی کے قتل کا واقع ذکر ہوا ہے۔
- جلد چہارم میں باقی ماندہ غزوات اور سرایا کا ذکر ہیں اس کی ابتداء غزوہ بنی مصطلق سے ہوئی ہے ۔ سورۃ الفتح کے نزول کا واقع بھی اس جلد درج ہے۔ اس میں سرایا اور غزوات کے ساتھ کچھ معجزات بھی بیان کئے ہیں۔ غزوہ خیبر کے ابواب بھی اسی باب میں شامل ہیں اور آخر میں سریہ ابو عبیدہ بن الجراح کے واقعات کا ذکر اور سب سے آخر میں حضور ﷺ کا نجاشی کے موت کی خبر لوگو کو دینے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- جلد پنجم کی ابتداء فتح مکہ کے واقعات سے ہوتی ہے اس میں بھی کئی ابواب ہیں اور کیونکہ فتح مکہ نجاشی کے موت کے بعد ہوا تھا اس لئے یہاں بھی ترتیب زمانی کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ جلد کے آخر میں حجۃ الوداع کے واقعات بھی مذکور ہیں اور جلد کا اختتامی باب انبیاء کرام کے مابین اختیار ملنے کے بارے میں ہے۔
- جلد ششم میں دلائل النبوت کے امور یعنی معجزات النبی ﷺ کے تفصیلات مذکور ہیں۔ اس میں پہلا معجزہ جو بیان ہوا ہے وہ درخت کا نبی اکرم ﷺ کی فرمانبرداری کرنا اور حضور ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونے کا ہے۔ اس جلد کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دینا اور اللہ تعالی کا اپنے نبی ﷺ کو سچا قرا دینا، ان میں کچھ واقعات ایسے تھے جن کی تصدیق نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوگئی تھی بعض وہ تھے جن کی تصدیق آپ ﷺ کے خلفاء کے زمانوں میں ہوئی اور بعض وہ واقعات تھے جن کی تصدیق ان کے بعد ہوئی ان تمام امور میں آپ ﷺ کی نبوۃ کے دلائل ہیں۔

- جلد ہفتم میں ابتدائی ابواب اُس شخص کے بارے میں ہیں جس نے بعض آثار نبوت خواب میں دیکھے۔ یا اُن کو قبر سے سُنا، یا کہیں اور سے۔ اس میں دلیل نبوت ہے۔ اس کے بعد کیفیت وحی کے ابواب تحریر کیے ہیں۔ مرض الوفات، غسل، کفن دفن اور جنازہ رسول ﷺ کے واقعات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ اور سب سے آخر میں آپ ﷺ کے ترکہ، ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن اور اولادِ رسول ﷺ کا تذکرہ ملتا ہے۔

دلائل النبوۃ للبیہقیؒ کے بارے میں علماء کرام کے اقوال:

قال تاج الدين السبكي:" أما كتاب «دلائل النبوة» وكتاب «شعب الإيمان» وكتاب «مناقب الشافعي» فأقسم ما لواحد منها نظير"[23]

علامہ تاج السبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: کتاب دلائل النبوۃ ہو یا کتاب شعب الایمان یا کتاب مناقب امام شافعیؒ، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی نظیر و مثال نہیں ہے۔

قال الحافظ ابن كثير:«دلائل النبوة لأبي بكر البيهقي من عيون ما صنف في السيرة والشمائل» .[24]

علامہ ابن کثیر کا فرمان ہے: سیرت و شمائل کے بارے میں تصنیف ہونے والی کتابوں کے لئے امام بیہقیؒ کی دلائل النبوۃ سرچشمہ ہے۔

کتاب دلائل النبوۃ میں امام بیہقی کا منہج اور اسلوب:

امام صاحب کے علمی مقام و مرتبہ کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں مختلف اسالیب و مناہج اپنائے ہیں۔ ذیل میں اُن مناہج و اسالیب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

- **محدثانہ اسلوب:**

امام بیہقی کو اللہ تعالی نے تمام علوم و فنون پر دسترس عطا کی تھی لیکن امام صاحب کی شہرت کی بڑی وجہ تدوین حدیث اور تدریس حدیث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء حدیث میں آپ کو "الحافظ" کا لقب حاصل ہے۔ آپ نے احادیث میں سنن الکبریٰ، السنن الصغریٰ، معرفۃ السنن والاثار اور شعب الایمان وغیرہ جیسی متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔

امام بیہقی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: وقد صنف جماعة من المتأخرين فى المعجزات وغيرها كتباً۔۔۔۔الخ[25]

متأخرین میں سے ایک جماعت نے معجزات وغیرہ میں کتب تصنیف کی ہیں اور وہ لوگ ان کتابوں میں اخبار کثیرہ لائے ہیں۔ نہ انہوں نے صحیح اور سقیم کی تمیز کی ہے اور نہ مشہور کی نہ غریب کی، نہ موضوع کی نہ من گھڑت کی یہاں تک کہ جس شخص کی نیت احادیث کو قبول کرنے میں اچھی اور نیک ہے اس کو بھی ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور اس کو بھی جس کا سرے سے عقیدہ ہی خراب ہے۔ روایات کو قبول کرنے کے بارے میں یا رد کرنے کے بارے میں ان مصنفین

نے کوئی فرق نہیں کیا بس کثرت سے روایات و اخبار درج کر دی ہیں۔

امام بیہقی اس کے بعد اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں: و عادتی فی کتبی المصنفة فی الاصولِ و الفروعِ الاقتصار من الاخبار علی ما یصح منها دون مالا یصح---------الخ[26]

"میری عادت ان کتب میں جو اصول و فروع میں تصنیف ہوئی ہیں، میں ان خبار پر اکتفا کیا ہے جو صحیح ہیں۔ ان روایات کو ترک کر دیا ہے جو صحیح نہیں ہیں۔ اور یہ عادت رہی ہے کہ صحیح اور غیر صحیح میں تمیز اور فرق کیا جائے تاکہ ان اخبار میں نظر کرنے والا ناظر جو اہل سنت میں سے ہے وہ ان پر علی وجہ البصیرت اعتماد کر سکے اور اہل بدت میں سے جس کا دل کج ہو چکا ہو اخبار کو قبول کرنے سے، وہ آثار کے بارے میں جن پر اہل سنت نے اعتماد کیا ہے وہ ان کو حقیر سمجھنے کی راہ نہ پا سکے۔"

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ امام بیہقی نے محدثانہ اسلوب و منہج اپنایا ہے اس میں امام صاحب نے معجزاتِ رسول ﷺ کے ساتھ ان کی حالات زندگی بھی مکمل نقل کی ہیں۔ آپ جو بھی واقعہ ذکر کرتے ہیں اس کے ضمن میں احادیث نقل کرتے ہیں اور مختلف طرق کے ساتھ احادیث کو مکمل سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

اس کتاب میں آپ نے آپ ﷺ کی زندگی کی پیدائش سے لے کر وصال تک خوبصورت انداز میں تصویر کشی کی ہے، اس کے علاوہ اس میں امام صاحب نے وہ پیشن گوئیاں بھی بیان فرمائی ہیں جو وصال کے بعد ثابت ہو چکی ہیں، اور وہ نشانیاں جو ولادت باسعادت کے وقت یا اس سے قبل یا اس کے بعد ظہور پذیر ہوئیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں امام بیہقی نے سیرت رسول ﷺ اور معجزات رسول ﷺ کو صحیح احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہیں۔ آپ نے زیادہ تر روایات صحیحین سے نقل کی ہیں اور صحاح ستہ کی احادیث پر زیادہ اعتماد کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبد المعطی مقدمہ میں لکھتے ہے۔

"و یعتمد البیہقی ساساً علی الصحیحین و ینقدمنہا کثیراً و یشیر الا ذالک--------الخ۔"[27]

امام بیہقیؒ اپنے اعتماد کی بنیاد بخاری و مسلم پر رکھتے ہیں اور ان دونوں سے کثرت کے ساتھ روایات نقل کرتے ہیں۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ سنن ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مسند امام احمد، موطا امام مالک، سنن ابن ماجہ وغیرہ سے بھی احادیث نقل کرتے ہیں۔

امام بیہقیؒ نے سیرت اور معجزات کو بیان کرنے کے لئے احادیث نبوی ﷺ کے عظیم الشان ذخیرہ سے چن چن کر احادیث کو اکٹھا کیا ہے اور اس سلسلے میں جو احادیث دستیاب ہوئیں ان سب کو سند کے ساتھ ذکر کیا، اور جن جن مراجع سے آپ نے استفادہ کیا ہے ان میں سے اکثر کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ آپ کسی واقع سے متعلق تمام معلومات احادیث کے ضمن میں جمع کرتے ہیں اور ان احادیث کے ذریعے سیرت اور معجزات کو بیان کرنے کی کوشش کے

ساتھ ساتھ ان روایات میں جرح وتعدیل بھی بیان فرماتے ہیں۔امام صاحب روایات میں وارد شدہ بعض مشکل الفاظ کی تشریح وتوضیح بھی کرتے ہیں اور دوسرے علماء سیرت ومحدثین کرام کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔آپؒ نے دوسری کتب سیرت جیسے سیرت ابنِ ہشام اور مغازی الواقدی سے بھی استفادہ کیا ہے۔

- **فقہی اسلوب:**

امام بیہقیؒ کو علماء وفقہاء "الفقیہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔جیسا کہ علامہ سمعانی کا فرمان پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے کہ: بیہقیؒ "امام" تھے۔انہوں نے معرفت حدیث اور فقہ حدیث کو ایک ساتھ اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔

آپؒ نے فقہ میں بھی مستقل کتب تصنیف کی ہیں جن میں "المبسوط فی نصوص الشافی، الخلافیات،القرأت خلف الامام وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دلائل النبوۃ میں بھی آپ نے دوسرے اسالیب و مناہج کے ساتھ ساتھ فقہی اسلوب بھی اپنایا ہے۔

باب ذكر وفاة عبد اللهأبي رسول الله صلى الله عليه وسلم ووفاةأمّه آمنة بنت وهب ووفاة جدّه عبد المطَّلِب بن هاشم "میں بھی آپ نے زیارت قبور کے جواز اور ممانعت اور کفار کے حق میں بخشش واستغفار کی ممانعت کے مسائل کا بھی ذکر کیا ہے۔[28]

باب خطبة النبیﷺ عام الفتح وفتاويه و احكامه بمكة على طريق الاختصار۔[29] کے نام سے ایک الگ باب قائم کیا ہے اور اس باب میں آپ نے کئی احادیث کو مختلف سندوں کے ساتھ بیان کر کے اس میں کئی فقہی مسائل بیان کئے ہیں۔ایک اور جگہ ابو بکر بن فورک کی روایت کے ضمن میں فقہی مسئلہ کو اس طرح بیان کیا ہے:

واخبرنا ابو بكر بن فوركؒ --------حدثنا عثمان بن العاص ،قال آخرما عهدا الى رسول الله ﷺ قال: اذا اممت قوماً فاخف بهم الصلوٰة۔[30]

ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے۔-----اُن کو عثمان بن العاص نے،وہ کہتے ہیں: آخری عہد جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کیا تھا وہ یہ تھا، فرمایا: جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو اُن پر نماز ہلکی اور آسان کرنا۔

اس کے علاوہ باب،كتاب رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم الى اليمين،[31] "وفود النبیﷺ" اور دوسرے ابواب میں بھی سینکڑوں فقہی مسائل کا ذکر ملتا ہے، جو کہ امام بیہقیؒ کی اس کتاب میں فقیہانہ اسلوب و منہج کا ثبوت ہے۔

- **مؤرخانہ اسلوب:**

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب میں دوسرے اسلوب کے ساتھ ساتھ مؤرخانہ اسلوب بھی اپنایا ہے۔ آپؒ نے سیرت النبی ﷺ کو بیان کرنے میں زمانی ترتیب کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔کتاب کا ابتدائی باب " جماع ابواب مؤلدِ

النبیﷺ" ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے متعلق ہے۔ اس باب میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے متعلق تمام واقعات ردج ہیں۔ اس کے بعد آپؒ نے بتدریج سالانہ تمام واقعات کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد بعثت اور اس سے متعلق تمام معلومات و واقعات کو زمانی ترتیب سے تحریر کیا ہے۔ بعثت کے واقعات کے بعد ہجرت، غزوات اور سرایا کو ترتیب سے ذکر کیا ہے اور اس کے بعد وفود کا ذکر کیا ہے۔ وفود کے ذکر کے بعد امام صاحب نے حجۃ الوداع، مرض الوفات اور نبی اکرم ﷺ کی تجہیز و تکفین کے معاملات اور واقعات تحریر کئے ہیں۔ جن تواریخ میں اختلاف پایا گیا ہو آپ نے اُن پر تحقیق کرتے ہوئے مختلف اسناد و طرق کے ساتھ اُن کو ثابت بھی کیا ہے مثلاً یوم ولادت، شہرِ ولادت، سنِ ولادت، پہلی وحی کا دن اور مہینہ اور بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک۔ اس کے علاوہ آپؒ نے مختلف غزوات کی تاریخوں پر بھی تحقیق کی ہے۔ مندرجہ بالا بحث سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ امام بیہقیؒ نے اپنی اس کتاب میں مؤرخانہ اسلوب کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہوئے ترتیب زمانی کا خاص خیال رکھا ہے۔

- **متکلمانہ اسلوب:**

امام صاحب نے چونکہ علم العقائد میں بھی کتب تصنیف کیں ہیں مثلاً الاعتقاد والھدایۃ، الیٰ سبیل الرشاد اور الاسماء والصفات وغیرہ۔ لہٰذا آپ نے اپنی اس کتاب میں دوسرے اسلوب کے ساتھ متکلمانہ اسلوب کا بھی اہتمام کیا ہے۔ آپ نے بجائے عقل کے نقل سے علم العقائد کی تشریح و توضیح کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے بارے میں احمد بن عطیہ فرماتے ہیں:

وهو العالم البصير ان يدرس العقيدة كما جاءَ ت في منبعها الصافي الاصيلي ، حتى يسهم في توضيحها كما جاءَ ت في كتاب الله تعالى ، و سنةِ رسولهﷺ ۔[32]

یعنی وہ صاحب بصیرت عالم تھے وہ چاہتے تھے کہ عقیدہ کو اصلی منبع کی روشنی میں بیان کیا جائے حتیٰ کہ اس کی تشریح و توضیح انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں کی۔ اس سلسلہ میں اس کتاب میں کئی مثالیں پائی جاتی ہیں مثلاً آخرت میں نبی اکرم ﷺ کے والدین کا معاملہ جو کہ عقائد کے باب میں ایک مشکل مسئلہ سمجھا جاتا ہے آپ نے باب "ذكر وفاة عبدالله أبي رسول الله ﷺ ووفاة أمه آمنة بنت وهب ووفاة جده عبد المطلب بن هاشم"[33] میں اس مسئلہ کی آسانی سے وضاحت فرمادی ہے۔

- **مفسرانہ اسلوب:**

امام بیہقیؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں مفسرانہ اسلوب و منہج کا بھی اہتمام کیا ہے کبھی کسی باب کے شروع میں اس باب سے متعلق قرآنی آیات کو ذکر کرتے ہیں اس کے بعد متعلقہ واقعات و احادیث کو تحریر کرتے ہیں جس سے اُن آیات کی تشریح و توضیح سمجھ میں آتی ہے اور مذکورہ آیات سے باب میں موجود احادث کو تائید ملتی ہے۔ مثلاً " بَابُ

ذکرِأسماءرسول الله صلی الله علیه وسلم " کی ابتداء میں مذکور آیات جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

قَال اللهُ،عَزَّوَجَلَّ: مُحَمَّدٌرَسُولُ اللَّهِ(362) وَقَالَ: وَمُبَشِّراًبِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (363).[34]

ان آیات کے بعد وہ تمام احادیث ذکر کی ہیں جن کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے اسم مبارک سے ہے اور یوں انہوں نے ان آیات کی تفسیر واضح کی ہے۔ان آیات کے علاوہ بھی امام صاحب کی کتاب میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جس میں آپؒ نے مفسرانہ اسلوب اپنایا ہے۔لہذا ہم کہ سکتے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے اپنے تمام تر علمی جواہر کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے جو کہ کتب سیرت میں ایک اعلی مقام رکھتی ہے۔

نتائج البحث:

زیر نظر تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ امام بیہقی جو محدثین فقہاء اور سیرت نگاروں میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں لیکن سیرت النبی پر آپ کی کتاب دلائل النبوۃ کو آپ کی تصانیف کا موتی سمجھا جاتا ہے۔مذکورہ کتاب سیرت کے مصادر اصلیہ میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔اس میں مستند روایات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔۔لیکن زیادہ اہمیت معجزات کو دی گئی ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے۔اس کے علاوہ یہ کتاب مصنف کے مفسرانہ ،متکلمانہ،محدثانہ،فقیہانہ اور مؤرخانہ منہج و اسلوب کی خوبصورت عکاس ہے۔زیر بحث کتاب چونکہ عربی میں ہے اس لئے ہر عام وخاص کے لئے اس کو سمجھنا مشکل امر ہے۔اس تحقیقی کاوش کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ علم استشراق کے طلباء اور محققین کے لئے مذکورہ کتاب کو سمجھنے اور اس سے استفادہ کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ اکثر مستشرقین معجزات پر اعتراضات کرتے دکھائی دیتے ہیں لہذا ان کے اعتراضات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک محقق کو خود ان علوم پر دسترس حاصل ہونی چاہئے۔اس کے علاوہ علوم اسلامیہ اور علوم سیرت کے طلباء کے لئے بھی اس کتاب کے مصنف کے مقام و مرتبہ اور منہج واسلوب کو سمجھ کر کتاب سے استفادہ کرنے میں آسانی ہوگی۔خاص کر اردو دان طبقہ کے لئے یہ تحقیق بہت حد تک مدد گار ثابت ہوگی۔

مصادر و مراجع:

[1]. سورہ **الاحزاب**:33، آیت:21

Surah Al-Ahzab: 33, Verse: 21

[2]۔ ،مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی ، **القاموس الوحید** ، (دار الاشاعت:ادارہ اسلامیات اشاعت اول،جمادی الثانی1440ھ،فروری2019)ص:675

Maulana Waheed-ul-Zaman Qasmi Kiranwi, Al-Qamoos Al-Waheed, (Dar al-Isha'at: Idara Islamiat Publication 1, Jumadi al-Thani 1440 AH, February 2019) p: 675

[3]۔ مولانا سلیم اللہ خان، **کشف الباری، عمافی صحیح البخاری**(مکتبہ فاروقیہ، 2008)ج ا، ص49، نیز محمود بدر الدین العینی، **عمدۃ القاری**، (بیروت: احیاء التراث العربی، سن اشاعت ندارد)ج:14، ص:78۔

Maulana Salimullah Khan, Kashif Al-Bari, Ama fee Sahih Al-Bukhari (Muktab Farooqiyya, 2008), Vol. 1, p. 49, and Mahmood Badr al-Din Al-Aini, Umdat al-Qari, (Beirut: Ahiyya al-Trath al-Arabi, no publication date) Vol. 14, p. 78.

[4]۔ خواجہ عبدالمجید، **جامع اللغات اردو، ومتعلقہ السنہ**، (جامع اللغات کمپنی لاہور، سن اشاعت ندارد)۔ ج:3، ص:455

Khawaja Abdul Majeed, Jama Al-Lawaq Urdu, and the related Sunna, (Jamae Al-Lughat Company Lahore, Sunnah not published). Vol,3: p. 455

[5]۔ **سورہ طہ**:20، آیت:21

Surah Taha: 20, Verse: 21

[6]۔ **سورہ النحل**:16، آیت:36

Surah Al-Nahl 16: 36

[7]۔ مولانا سلیم اللہ خان **کشف الباری، عمافی صحیح البخاری**، (مکتبہ فاروقیہ، 2008)ج:1، ص:49، بحوالہ، عمدۃ القاری، ج :14، ص:78۔ المغرب، ج:1، ص:427، حیث قال الامام المطرزی: "و۔۔۔۔۔ إلا أنھا غلبت فی لسان الشرع علیأمور المغازی؛ کالمناسک علی أمور الحج۔"

Maulana Salimullah Khan Kashf al-Bari, Umafi Sahih al-Bukhari, (Maktabah Farooqiyya, 2008), Vol. 1:, p. 49:, by the way, Umdat al-Qari, vol. 14:, p. 78:. Al-Maghreb, vol. 1:, p. 427

[8]۔ پروفیسر عثمان خالد یورش، **فن سیرت نگاری**، ص:38

Professor Usman Khalid Yurash, The Art of Biography, p. 38

[9]۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی، **اعجالہ نافعہ** مترجم، (لکھنو: مکتبۃ الحمد العلمیہ، سن اشاعت ندارد) ص:62

Shah Abdul Aziz Dehlavi, Ijala Nafea, translator, (Lucknow: Al-Hamda School of Science, not published) p. 62

[10]۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، **فن سیرت نگاری پر ایک نظر** (فکر و نظر) https://u8.gg/jo8v7

Dr. Syed Abdullah, A Look at the Art of Biography https://u8.gg/jo8v7

[11]۔ ڈاکٹر سفیر اختر، **برصغیر پاکستان وہند میں سیرت نگاری**، مقالات سیرت۔ ص:489

Dr. Safir Akhtar, Biography in the Subcontinent of Pakistan and India, Essays on Biography. pg 489

[12]۔ **دلائل النبوۃ للبیھقی** محققا–المقدمہ، ص:92۔

Dalail-AL-Nubuwa ,Al-Muqademah, p. 92:

[13]۔ مولانا محمد اسماعیل الجاروی، **نبوت ورسالت کے دلائل**، ج:1، ص:98، نیز مولانا محمد حنیف گنگوہی، **حالات مصنفینِ درسِ نظامی مع قرّۃ العیون فی تذکرۃ الفنون**، (حصہ قرّۃ العیون فی تذکرۃ الفنون)(دارالاشاعت اردو بازار کراچی) ص:75

Maulana Muhammad Ismail Al-Jarwi, Evidences of Prophethood and Prophethood, vol. 1: p. 98, and Maulana Muhammad Hanif Gangohi, the situation of the authors of Dars Nizami with Qur'an al-Ayun fi Tazkirat al-Funun, (part of Qur'an al-Ayun fi Tazkirat al-Funun), p. 75: Darlasha'at Urdu Bazaar, Karachi.

[14]۔ **دلائل النبوۃ للبیھقی** محققا-المقدمۃ ص:94، نیز **نبوت ورسالت کے دلائل**، ج:1، ص:100-89

. Dalail-AL-Nubuwa, Al-Bayhaqi p. 94, and Nabuwat wa Risalat ky Dalail, Vol. 1, pp. 89-100

[15]۔ **نبوت ورسالت کے دلائل**، ج:1، ص:105-104

Nabuwat wa Risalat ky Dalail vol. 1: p. 104-105

[16]۔ **دلائل النبوۃ للبیھقی** محققا-المقدمۃ ص:111

Dalail-AL-Nubuwa, Al-Bayhaqi, Introduction p. 111

[17]۔ ایضاً، ص:5

Ibid,p.5

[18]۔ **نبوت ورسالت کے دلائل**، ج:1، ص:35

Nabuwat wa Risalat ky Dalail ,Volume 1: p. 35

[19]۔ ایضاً، ج:1، ص:107

Ibid, Vol. 1: p. 107

[20]۔ ایضاً، ج:1، ص:109

Ibid, Vol.1:, p.109

[21]۔ احمد بن علی بن ابوالفضل العسقلانی الشافعی, **فتح الباری**، شرح صحیح البخاری،، (دارالمعرفۃ بیروت، 1379ھ) ج:6، ص:58

Ahmad bin Ali bin Abul Fazl al-Asqalani al-Shafi'i, Fath al-Bari, Sharh Sahih al-Bukhari, Dara for Marafat Beirut, 1379 AH, Vol. 6: p. 58

[22]۔ **سنن ترمذی**، ج:2، ص:61

Sunan Tirmidhi, vol. 2:, p. 61

[23]۔ **دلائل النبوۃ للبیھقی** محققا-المقدمۃ ص:7

Dalail-AL-Nubuwa, Al-Bayhaqi,p.7:

[24]۔ ایضاً، المقدمۃ ص:7

Ibid.p.7

[25]۔ **دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعہ**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی، تحقیق عبد المعطی قلعجی، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، سن طباعت 2002ء الطبعۃ الثانیہ، ج:1، ص:47-46

Dalail-AL-Nubuwa, Al-Bayhaqi, Vol. 1:,p. 46-47

[26]۔ ایضاً، ج:1، ص:47

Ibid, Vol. 1:, p. 47

[27]۔ ایضاج:1، ص:89

Ibid,Vol.1:, p. 89

[28]۔ ایضاً، ج:1، ص:187

Ibid, Vol. 1: p. 187

[29]۔ ایضاً، ج:5، ص:82

Ibid, Vol. 5, p. 82

[30]۔ ایضاً، ج:5، ص:306

Ibid, Vol. 5: p. 306

[31]۔ ایضاَج:5، ص:413

Ibid, Vol .5:, p.413

[32]۔ الدکتور احمد بن عطیۃ بن علی الغامدی **البیہقی و موقفہ من الہیات**، (ال مجلس العلمی احیاء التراث الاسلامی، المملکۃ العربیہ السعودیۃ الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ طبعہ ثانیہ 1982) مقدمہ ص:58

Dr. Ahmad bin Attiyah bin Ali Al-Ghamdi al-Bayhaqi and his position on theology, (Al Majlis al-Ilami Ahya al-Tarath al-Islami, Al-Malmak al-Arabiya al-Saudia al-Jamia al-Islamiyya Madinah Munawarah, second edition, 1982) p. 58

[33]۔ **دلائل النبوۃ للبیھقی**، ج:1، ص:187

Al-Dalai al-Nabawa by Bayhaqi, vol. 1: p. 187

[34]۔ ایضاً، ج:1، ص:151

Ibid, vol. 1: p. 151